الأنبيَاء

(Al-Anbiya)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

1	اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ	
	لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت قریب آچکا ہے اور وہ غفلت میں اعراض کرنے والے بنے ہوئے ہیں۔	
2	مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ	
	ان کے نظام ربوبیت سے جب بھی کوئی بات آتی ہے تو وہ اسکو سنتے ہیں مگر کھیل سمجھتے ہوئے۔	
3	لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ	
	ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں اور ظالم لوگ پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ "یہ تمہاری طرح کا ایک انسان ہی تو ہے پھر کیا تم دیدہ ودانستہ ایک جھوٹ کی طرف آتے ہو۔"	
4	قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ	
	کہا میرا نظام ربوبیت بلند وزیریں کی بابت ہر بات کا علم رکھتا ہے۔۔اور وہ بربنائے علم سننے والا ہے۔	

5 بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ

بلکہ انہوں نے کہا کہ یہ تو عقلوں کو الجھادینے والی باتیں ہیں۔۔بلکہ یہ تو شاعر ہے۔۔۔!!! تو چاہئے کہ یہ بھی وہ نشان راہ لیکر آئے جیسے کہ پہلے والے دے کر بھیجے گئے۔

مباحث:۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ جملہ طنزیہ ہے۔۔شاعر کا مادہ ش ع ر جس کے معنی سمجھ بوجھ۔شعور کے ہیں۔اور شاعر فاعل کے وزن پر ہے یعنی وہ شخص جو عقل سے بات کو سمجھتا ہو۔اس لئے شاعر اس شخص کے لئے طنزیہ بولا جاتا ہے جو انسان کی عقل سے ماورا باتیں کرتا ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿﴾ (کیا میں تمہیں بتاؤں سرکش و نافرمان افراد کس کی طرف آتے ہیں (221) ہر جھوٹے گناہگار کی طرف جاتے ہیں (222) وہ سنی ہوئی باتیں پہنچاتے ہیں اور اکثر ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں (223) اور شاعروں کی پیروی تو وہی کرتے ہیں جو مغوی کیا گیا ہو (224) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں (225) اور جو وہ کہتے ہیں کرتے نہیں (226))

6 مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی بستیوں والوں کو امن قائم نہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پایا۔۔۔۔!!!۔ تو کیا وہ لوگ امن قائم کریں گے۔۔۔؟

7 وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

	ہم نے آپ سے پہلے بھی ہمیشہ مرد میداں کو ہی بھیجا۔۔۔کہ ہم نے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہیں۔۔۔۔۔پس اگر تم کو نہیں معلوم تو اہل وحی سے معلوم کر لو۔
8	وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ
	اور ہم نے ان کو مردہ جسم نہیں بنایا کہ وہ ضروریات زندگی سے فائدہ نہ اٹھائیں۔۔۔!۔۔اور نہ ہی وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔
9	ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ
	مزید ہم نے ان سے کیا ہوا وعدہ بھی سچ کر دکھایا۔۔نتیجتاً ہم نے ضابطے کی پیروی کرنے والوں کو نجات دی۔اور قانون شکنوں کو ہلاک کیا۔
10	لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ
	یقیناً ہم نے تم کو ضابطہ حیات بھی دی جس میں تمہارا ہی ذکر ہے۔۔۔تو کیا تم سمجھتے نہیں۔
11	وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ
	کتنی ہی بستیوں کو ہم نے تباہ پایا کیونکہ وہ ظالم تھیں۔اور اس کے بعد دوسری قوم کو بسایا۔
12	فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ

	پس جب ان کو ہماری پکڑ کا احساس ہوا تو وہ اس سے بھاگنے لگے۔
13	لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ
	نہ بھاگو۔۔۔بلکہ ان آسائش کی طرف لوٹو جس کے بارے میں تم اتراتے تھے۔یعنی تمہارے آرام و سکون کی جگہوں کی طرف۔۔۔تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے۔
14	قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ
	کہنے لگے۔۔ہم برباد ہوئے بوجہ کہ یقیناً ہم ظالم تھے۔
15	فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ
	لیکن ظالموں کی ہمیشہ یہی دعوت رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کی جڑ کاٹی اور وہ بجھ کر رہ گئے۔
16	وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ
	اور ہم نے حکمران اور عوام کو اور جو ان کے مابین ہے کھیل تماشے کے لئے تخلیق نہیں کیا۔
17	لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ
	اور اگر ہم ایسا کھیل تماشہ کرنا چاہتے تو اسے اپنے پاس سے ہی کرتے۔۔۔اگر کہ واقعی ہم ایسا کرنے والے ہوتے۔

18	بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ
	بلکہ ہم تو حق کو باطل سے ٹکرا دیتے ہیں کہ وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور وہ فوراً ہی نابود ہو جاتا ہے۔ تمہاری بربادی ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم بناتے ہو۔
19	وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ
	اسی کا ضابطہ حیات ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس کی حکومت اور عوام میں ہے یعنی جو بھی اس کی مملکت میں ہے وہ اسکے احکامات سے تکبر نہیں کرتے۔ اور نہ ہی حسرت زدہ ہوتے ہیں۔
20	يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ
	اور وہ خوشحالی اور بدحالی دونوں صورتوں میں جدجہد کرتے رہتے ہیں اور واپس نہیں مڑتے۔
21	أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ
	کیا انہوں نے پستی سے لوگوں کو حاکم بنالیا ہے۔۔ کہ وہ ان کو نشوونما دے سکتے ہیں۔؟
22	لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ
	اگر ضابطہ قدرت کے علاوہ مملکت اور عوام میں کوئی اور ضابطہ ہوتا تو یقیناً دونوں فساد کرتے۔ تو ساری جد جہد قوانین قدرت کے لئے ہے جو انکی مصنوعی باتوں کے خلاف ایک نظام ربوبیت ہے۔

23	لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ	
	قوانین قدرت جو کچھ کرتی ہے اس پر سوال نہیں کیا جائے گا۔۔ لیکن ان سے پوچھا جائے گا۔	
24	أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ	
	کیا ان لوگوں نے اس کے علاوہ اور حاکم بنا لئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی دلیل تو لاؤ-یہ میرے ساتھ والوں اور مجھ سے پہلے والوں کا نظام حیات ہے لیکن ان کی اکثریت حق سے ناواقف ہے اور اسی لئے کنارہ کشی کر رہی ہے	
25	وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ	
	اور ہم نے تم سے پہلے رسولوں میں سے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی حاکم نہیں سو میری ہی فرمانبرداری کرو۔	
26	وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ	
	اور بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا ہوا ہے۔۔ بلکہ وہ بندے ہیں عزت والے۔	

مباحث:۔

وَلَدًا کے بعد کہا گیا بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُونَ جو کہ جمع کا صیغہ ہے۔اب اگر یہ جملہ سیدنا مسیح کے لئے بولا گیا ہے تو عدد کے لئے واحد کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے۔اس لئے یقینی طور پر سیدنا مسیح کے لئے یہ جملہ نہیں کہا گیا۔

اب سوچنا ہے کہ عِبَادٌ مُّكۡرَمُونَ کس کو کہا گیا ہے۔یقیناًان کو تو نہیں کہا جا سکتا جنہوں نے رحمٰن کے بیٹے کا عقیدہ گڑھا تھا۔ایسے لوگ تو مکرم نہیں ہوتے۔

ظاہر ہے مکرم لوگ توانبیاءور سل اور صالحین ہی ہوتے ہیں۔اس لئے لامحالہ یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر دور میں انبیااور رسولوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا۔اور اس فہرست میں صرف سیدنا مسیح اکیلے نہیں ہیں۔

ہر دور میں حاکم وقت کو اللہ کا بیٹا کہا گیا ہے۔بلکہ مسلمانوں میں توحید پر جانے والوں کو بھی "فرزندان توحید" کہا جاتا ہے۔اور بادشاہ کو "ظل اللہ" تو ہمیشہ کہا جاتا رہا ہے۔

اللہ کا بیٹا بننے سے یا فرزندان توحید کہلوانے سے کوئی عزت دار نہیں ہو جاتا۔اصل بات تو یہ ہے کہ وہ اگر کردار کے غازی ہیں تب ہی عِبَادٌ مُّكۡرَمُونَ کہلوانے کے اہل ہونگے۔اور بادشا

لَا يَسۡبِقُونَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ وَهُم بِأَمۡرِهِۦ يَعۡمَلُونَ	27
وہ احکامات سے تجاوز نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ اس کے حکم پر عمل پیرا رہتے ہیں۔	
يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يَشۡفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرۡتَضَىٰ وَهُم مِّنۡ خَشۡيَتِهِۦ مُشۡفِقُونَ	28
وہ جانتا ہے جو ان کی طاقت میں ہے اور جو ان کے پیچھے چلنے والے پیرو کار ہیں اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسی کے لیے جو اس کی رضا پر پورا اترے اور وہ اس کی تعظیم کی وجہ سے ہمدرد و شفیق ہیں۔	

مباحث:۔

خَشْيَة۔۔مادہ خ ش ی ۔۔ معنی۔۔ کسی کی تعظیم رکھنا۔ کسی کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے کھٹکا محسوس کرنا۔

نَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۔۔(حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں ہے)عموماً تمام تراجم میں خَشْيَة کے معنی ڈرنا۔ خوف ہونا۔ لرزہ تاری ہونا کیا جاتا ہے۔ یہ بات مشاہدے کے بالکل برخلاف ہے۔۔ کسی بھی معاملے میں اگر کسی کو بھرپور علم ہوتا ہے تو وہ کسی بھی امتحان سے خوف زدہ نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے خدا کو اتنا خوفناک بنا کر پیش کیا ہے کہ اللہ غَفُورٌ الرَّحِيم کے بجائے ایک خوفناک تشدد پسند مار پیٹ سے بھرپور فلمی جلاد نظر آتا ہے۔ یہ وہی قوم ہے جسے قرآن دے کر پہلی ہی آیت میں کہا گیا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ لیکن یہی قوم کے مذہبی رہنما اس کی رحمانیت کو بھول کر اس سے متعلق تمام جبر و جبروت اور ڈر و خوف کو منسوب کرتے ہیں۔ یاد رکھئے ہمارا الٰہ انتہائی درد شناس رحم دل اور مہربان ہے۔

مُشْفِقُونَ۔۔مادہ۔۔ش ف ق ۔۔ معنی۔۔ شفیق۔ محبت کرنے والا۔ مہربان۔ محطاط ہونا۔۔۔۔۔۔۔ خَشْيَة کی طرح مُشْفِقُونَ کے معنی بھی ڈر وخوف کردئے ہیں۔ حالانکہ شَفِيْق کے معنی پیار محبت کرنے والا تو بہت معروف ہیں۔

29	وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ
	اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں مملکت الٰہیہ کا حاکم کی بجائے میں حاکم ہوں تو اسے ہم قید خانے کی سزا دینگے۔۔۔، ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

30	أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ	
	کیا انکار کرنے والوں نے یہ نہ دیکھا کہ حکومت اور عوام گڑمڑ تھے تو ہم نے دونوں کو ممیز کر دیا۔۔۔،اور ہر شیٔ کو حیات آفرینی تو ہم نے قوانین قدرت سے عطا کی ہے۔ پھر یہ لوگ امن کیوں نہیں قائم کرتے ہیں۔	
31	وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ	
32	وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ	
33	وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ	
	اور وہ مملکت الهیہ ہی ہے جس نے ظلم اور خوشحای والوں کو اور سرکش سردار اور قوم کو پایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر ایک اپنے دائرہ کار میں مصروف عمل ہے۔	
مباحث:۔ فَلَكٍ ۔۔مادہ۔۔ف ل ک ۔۔ معنی۔۔گول ہونا،آسمان۔،دائرہ کار۔		
34	وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ	
	اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔ پھر اگر تم ناکام ہو جاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔	
35	كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ	

ہر نظام کو ناکامی کا مزا چکھنا ہے۔ اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔ اور تم ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔

مباحث:۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔۔۔اگر اس کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ "ہر نفس یا ہر انسان کو موت کا مزا چکھنا ہے"۔۔۔ تو یہ کون سے اچنبھے کی بات ہوگی۔۔، ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ جو اس دنیا میں پیدا ہوا ہے وہ مرتا بھی ہے۔ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً "ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔" یہ وہ بات ہے کہ جس میں کوئی پہلو ایسا نظر آرہا ہے جس میں کوئی نصیحت لگتی ہے۔ لیکن شر اور خیر سے موت کا کیا تعلق۔ کیا خیر والوں کی موت شر والوں کی موت سے مختلف ہوتی ہے۔۔۔؟ پھر یہ موت جس کا تعلق شر اور خیر سے ہے کون سی ہے۔۔۔؟ یقیناً وہ نظام جو ظلم پر مبنی ہوتا ہے جیسے کہ آج کل مسلمان ممالک کے نظام ہیں اور خاص طور پر پاکستان اور پاکستان جیسے ممالک جہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا نظام نافذ ہے وہاں انکو موت یعنی ناکامی کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ اور چاہے دسیوں سال لگیں یا سیکڑوں سال ایک نہ ایک وقت ایسا آئے گا جب ممالک کو قدرت کے عدل و انصاف کے نظام کی طرف لوٹنا ہی پڑتا ہے۔ اور یہی شر اور خیر کے نظام سے ہماری آزمائش ہوتی ہے۔

36 وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ

اور جب کافر تم کو دیکھتے ہیں تو تمہارا مواخذہ استہزاء سے کرتے ہیں کہ کیا یہی شخص ہے جو تمہارے حاکموں کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر سے منکر ہیں۔

37 خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ

انسان کو جلد باز بنا دیا گیا ہے میں تمہیں جلد ہی اپنے واعدے دکھاؤں گا پس تم جلدی نہ کرو،

مباحث:۔
اس آیت کا ترجمہ بھی خدا کی شان میں گستاخی سے کم نہیں۔۔انسان کی تخلیق کو اللہ نے عجلت میں پیدا کیا۔ کسی نے کہا انسان جلد باز مخلوق پیدا کیا۔۔انسان جلد باز بنایا گیا۔ انسان جلد باز مخلوق ہے۔آدمی جلد باز بنایا گیا ہے۔۔جلد بازی ہی سے بنایا گیا ہے۔۔انسان (فطرتاً) جلد بازی میں سے پیدا کیا گیا ہے،

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۔۔۔۔دیکھئے اس آیت میں لفظ خُلِقَ (بنادیا گیا) جو فعل مجہول ہے اور جس جملے میں فعل مجہول آجائے اس میں فاعل نہیں ہوتا ہے بلکہ نائب الفاعل ہوتا ہے۔اس کا فاعل جملے کے مفہوم سے سمجھ کر خود معلوم کرنا ہوتا ہے۔اب یہ اپنا اپنا ظرف ہے کہ کسی برائی کا فاعل خدا کو بنایا جائے یا معاشرے کو۔
غور کیجئے کہ جلدی کون مچا رہا ہے۔۔؟اور کس بات کی۔۔؟
پہلے سوال کا جواب تو فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ انسان جلدی مچا رہا ہے۔اور دوسرے سوال کا جواب اگلی آیت میں دے دیا گیا۔ جس میں کہا گیا

"وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ"۔(۔کہتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو بتادو کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔)۔کفار کو جس سزا کے متعلق بتایا گیا ہے کہ سنبھل جاؤ ورنہ سزا آیا ہی چاہتی ہے۔اسی سزا کے متعلق کفار کا مطالبہ تھا ("آخر یہ دھمکی پوری کب ہوگی اگر تم سچے ہو")۔۔

38	وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
	یہ لوگ کہتے ہیں "آخر اس واعدہ کا وقت کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو"
39	لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ
	کاش! یہ کافر لوگ اس وقت کو جان سکتے جب نہ تو یہ اپنے آپ کو اور نہ ہی پیچھے آنے والے پیروکاروں کو دشمنی کی آگ سے بچا سکیں گے اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

مباحث:۔

اس آیت میں اس سوال کا جواب ہے جو کفار نے پچھلی آیت میں پوچھا تھا۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یہ لوگ کہتے ہیں "آخر اس واعدہ کا وقت کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو"
اگلی آیت میں مزید اس کا تسلسل بیان کیا گیا ہے۔

40	بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ
	بلکہ وہ واعدہ ان پر اچانک آئے گا پھر وہ مبہوت ہو جائیں گے کہ پھر نہ اسے ٹال سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔
41	وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
	اور تم سے پہلے بھی پیغامبروں کے ساتھ استہزاء ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو اسی واعدہ (سزا) نے جس کی وہ ہنسی اُڑاتے تھے آگھیرا۔
42	قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ
	پوچھو۔ الرحمٰن کے مقابلے میں ظلمات اور امن کے دنوں میں کون تمہای حفاظت کرتا ہے؟ بات یہ ہے کہ اپنے نظام ربوبیت سے اعراض کرنے والے ہیں۔

مباحث:۔

”اِن سے کہو، "کون ہے جو رات کو یا دن کو تمہیں رحمان سے بچا سکتا ہو؟“ مگر یہ اپنے رب کی نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔۔۔(غمومی ترجمہ)۔۔۔۔ بڑا عجیب سا ترجمہ ہے۔۔۔!!

ایک طرف تو کہا جا رہا ہے کہ کون رحمان سے بچانے والا ہے۔۔۔، یعنی خواہ دن ہو یا رات ستم گر خدا ہے اور اس کے ستم سے کون بچانے والا ہے۔۔۔؟ ظاہر ہے اگر رحمٰن ہی دن و رات جلاد ہو جائے تو کون بچا سکتا ہے۔۔۔!!!؟؟؟

جی ہاں۔۔۔ یہاں مِنۡ تقابلی ہے اور عند کے معنی میں آیا ہے۔۔ کہ رحمٰن کی حفاظت کے مقابلے میں کون زیادہ حفاظت کر سکتا ہے۔؟

قرآن سے اس کی ایک اور مثال بمع غمومی تراجم کے پیش کرتے ہیں۔۔ ملاحظہ فرمائیے۔

لَّن تُغۡنِيَ عَنۡهُمۡ أَمۡوَٰلُهُمۡ وَلَآ أَوۡلَٰدُهُم مِّنَ ٱللَّهِ شَيۡـًٔاۚ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ سورہ مجادلہ آیت نمبر ۱۷۔ جس کا غمومی ترجمہ پیش خدمت ہے۔

اللہ کے مقابلہ میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی یہ دوزخی لوگ ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔۔۔احمد علی

خدا کے (عذاب کے) سامنے نہ تو ان کا مال ہی کچھ کام آئے گا اور نہ اولاد ہی (کچھ فائدہ دے گی)۔ یہ لوگ اہل دوزخ ہیں اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔۔۔ جالندہری

اللہ سے بچانے کے لیے نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے نہ ان کی اولاد وہ دوزخ کے یار ہیں، اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔۔۔ ابوالاعلی مودودی۔

ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا،۔۔۔احمد رضا خان

43 أَمۡ لَهُمۡ ءَالِهَةٞ تَمۡنَعُهُم مِّن دُونِنَاۚ لَا يَسۡتَطِيعُونَ نَصۡرَ أَنفُسِهِمۡ وَلَا هُم مِّنَّا يُصۡحَبُونَ

کیا ان کے لئے کوئی حاکم ہیں جو ہمارے مقابلے میں ان کی حمایت کریں؟ وہ تو خود اپنی مدد نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں ہماری صحبت حاصل ہے۔

مباحث:۔

پچھلی آیت میں مِنۡ کے معنی مقابلے کے کئے ہیں اور اس کی مثال بھی پیش کی تھی۔ دیکھئے اس آیت میں بھی دو مرتبہ مِنۡ کا استعمال ہوا ہے اور دونوں جگہ عَنۡ کے معنی میں یعنی تقابل کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ دلیل کے لئے صرف دو ترجموں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

کیا یہ کچھ ایسے خدا رکھتے ہیں جو ہمارے مقابلے میں ان کی حمایت کریں؟ وہ نہ تو خود اپنی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہماری ہی تائید اُن کو حاصل ہے۔۔۔ ابوالاعلی مودودی۔

کیا ہم سے ان کے معبود انہیں بچائے رکھتے ہیں وہ تو خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں ان کا کوئی ساتھ دے گا۔۔۔ مولانا احمد علی۔

بَلۡ مَتَّعۡنَا هٰٓؤُلَآءِ وَآبَاءَهُمۡ حَتّٰى طَالَ عَلَيۡهِمُ الۡعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوۡنَ أَنَّا نَأۡتِي الۡأَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ أَطۡرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الۡغَالِبُونَ	44
بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے بڑوں کو خوب سامان زیست عطا کیا دیا یہاں تک کہ ان پر ایک عرصہ دراز گزر گیا کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ بے شک ہم انکی زیر غلبہ مملکت کو ہر طرف سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ تو کیا یہ لوگ غالب آنے والے ہیں۔؟	

مباحث:۔

أَنَّا نَأۡتِي الۡأَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ أَطۡرَافِهَا کا عمومی ترجمہ۔۔۔، بے شک ہم زمین کو ہر طرف سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ اور زمین سے مراد جغرافیائی زمین لیا جاتا ہے۔ لیکن مفسرین جس زمانے میں لکھ رہے تھے انہیں معلوم نہ تھا کہ زمین گھٹتی بڑھتی نہیں ہے۔ اور اس زمین کی کوئی ایک طرف بھی نہیں ہے تو اطراف کہاں سے آجائینگے۔ صرف علامہ طاہر القادری کے ترجمے میں الۡأَرۡضَ کو زیر تسلط علاقہ لکھا ہے۔

تو کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم (اب اسلامی فتوحات کے ذریعے ان کے زیرِ تسلّط) علاقوں کو تمام اَطراف سے گھٹاتے چلے جا رہے ہیں، تو کیا وہ (اب) غلبہ پانے والے ہیں۔۔۔ علامہ طاہر القادری۔

45	قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ	
	کہہ دو! میں تو تمہیں قوانین فطرت کے ذریعہ پیش آگاہ کر رہا ہوں مگر بہرے لوگ دعوت پر دھیان نہیں دیتے جبکہ انہیں پیش آگاہ کیا جائے۔	
46	وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ	
	اور اگر انہیں تمہارے نظام ربوبیت کی سزا کا ایک جھونکا بھی چھو جائے تو وہ کہہ اٹھیں گے کہ ہائے افسوس بے شک ہم ظالم تھے۔	
47	وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ	
	اور ہم مملکت کے قیام کے وقت عدل وانصاف کے ترازو رکھ دیں گے سو کسی جان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا، اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی لے آئیں گے، اور ہم بطور حساب کرنے والے کافی ہیں۔	
48	وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ	
	اور یقیناً موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنے والی اور سراپا روشنی اور مملکت الہیہ کے احکامات پر کاربند رہنے والوں کے لئے یاد دہانی کرانے والی کتاب دے چکے ہیں۔	
49	الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ	
	یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نظام ربوبیت کی تعظیم کرتے ہیں اور تصادم کی گھڑی سے محتاط رہتے ہیں۔	

مباحث:۔

خَشْيَة ۔۔مادہ۔۔خ ش ی۔۔ معنی۔۔ کسی کی تعظیم کرنا۔ کسی کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے کھٹکا محسوس کرنا۔

نَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۔۔(حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی

اُس سے ڈرتے ہیں ہے)عموماً تمام تراجم میں خَشْيَة کے معنی ڈرنا، خوف ہونا، لرزہ تاری ہونا کیا جاتا ہے۔ یہ بات مشاہدے کے بالکل برخلاف ہے۔۔ کسی بھی معاملے میں اگر کسی کو بھرپور علم ہوتا ہے تو وہ کسی بھی امتحان سے خوف زدہ نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے خدا کو اتنا خوفناک بنا کر پیش کیا ہے کہ اللہ غَفُورٌ الرّحِیم کے بجائے ایک خوفناک تشدد پسند مار پیٹ سے بھرپور فلمی جلاد نظر آتا ہے۔ یہ وہی قوم ہے جسے قرآن دے کر پہلی ہی آیت میں کہا گیا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ لیکن یہی قوم کے مذہبی رہنما اس کی رحمانیت کو بھول کر اس سے متعلق تمام جبر و جبروت اور ڈر و خوف کو منسوب کرتے ہیں۔ یاد رکھئے ہمارا الٰہ انتہائی درد شناس رحم دل اور مہربان ہے۔

مُشْفِقُونَ ۔۔مادہ۔۔ش ف ق ۔۔معنی۔۔ شفیق۔ محبت کرنے والا۔ مہربان۔ محطاط ہونا۔۔۔۔۔۔۔ خَشْيَة کی طرح مُشْفِقُونَ کے معنی بھی ڈر وخوف کر دئے ہیں۔ حالانکہ شَفِیق کے معنی پیار محبت کرنے والا تو بہت معروف ہیں۔

50	وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ
	اور یہ وہ مبارک یاددہانی ہے کہ جسے ہم نے پیش کیا ہے۔۔ تو کیا تم لوگ اس کے انکاری ہو۔
51	وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ

	اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو بھی سوجھ بوجھ عطا کی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔
52	إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ
	جب ابراہیم نے اپنے مذہبی پیشوا اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ حکمران کیسے ہیں جن پر تم دھرنا دئے بیٹھے ہو۔
	مباحث:۔ جہاں بھی اصنام یا تماثل کے الفاظ آئینگے تو سمجھ لیجئے کہ یہ حکمرانوں کو کہا گیا ہے۔جن کو عوام مورتی کی طرح پوجتے ہیں اور مذہبی پیشوا ان کی حاکمیت کے لئے جواز گھڑتا ہے۔ پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اَبْ یا آباء مذہبی پیشوا کے لئے آیا ہے۔
53	قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ
	انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے پیشواؤں کو بھی انہی کی تابعداری کرتے ہوئے پایا ہے۔
54	قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
	ابراہیم نے کہا کہ تم اور تمہارے پیشوا سب کے سب کھلی گمراہی میں ہیں۔
55	قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ
	ان لوگوں نے کہا کہ تم کوئی حق بات لے کر آئے ہو یا تم کھیل تماشہ کرنے والوں میں سے ہو۔

56	قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ	
	کہا بلکہ تمہارا نظام ربوبیت وہی ہے جو حکمرانوں اور عوام کا نظام ربوبیت ہے جس نے ان سب کو علحدہ علحدہ ممیز کیا ہے۔۔۔اور میں اس پر گواہ ہوں۔	
57	وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ	
	اور قدرت گواہ ہو گی۔۔۔! اگر تم لوگ اس کے بعد بھی واپس لوٹ جاؤ گے، تو میں تمہارے حکمرانوں کے خلاف ضرور تدبیر کرونگا۔۔	

مباحث:۔

الْأَصْنَامَ۔۔مادہ۔۔ص ن م ۔۔ مورتی۔۔۔ مجازاً محبوب کو بھی کہتے ہیں اور ہر تقلید پسند کی ان تعلیمات کو بھی کہا جاتا ہے جن کو وہ اندھا بہرا ہو کر قبول کرتا ہے اور وہ عقائد جو اسے اپنی جگہ پر رکے رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ صنم اس مذہبی پیشوا کو بھی کہا جاتا ہے جس کے پیچھے لوگ اندھے بہرے ہو کر چلتے ہیں۔

آیئے علامہ پرویز کی لغات القرآن سے اقتباس پیش کرتے ہیں۔۔وہ امام راغب کے حوالے سے فرماتے ہیں۔۔۔۔

"راغب نے بعض حکماء کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر وہ چیز جو انسان کو خدا سے بیگانہ بنا دے اور اس کی توجہ کو کسی دوسری طرف پھیر دے صنم کہلاتی ہے۔۔،لہذا الْأَصْنَامَ وہ تمام جاذبیتیں اور مفاد پرستیاں ہیں جو انسان کو قانون خداوندی سے بیگانہ بنا دیتی ہے

چنانچہ راغب نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم نے جو دعا مانگی تھی وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو اس سے محفوظ رکھنا کہ ہم اصنام کی عبودیت اختیار کر لیں تو اس سے مراد ایسی ہی چیزوں کے پیچھے لگ جانا تھا۔کیونکہ حضرت ابراہیم کو اس کا اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ یا انکی اولاد بت پرستی شروع کر دے گی۔"

لفظ الْأَصْنَامَ معرفہ ہے بوجہ معرف بالام ہونے کے۔ صَنَم۔وہ خاص احکامات وعقائد جو احکامات الہی کے برخلاف دئے جائیں اور لوگ ان کو خوشنما اور صحیح سمجھتے ہوئے قبول کریں۔

سورہ الانبیاء کی آیت نمبر ۵۷ میں بھی أَصْنَامَكُم کا لفظ مذہبی پیشوا اور حکمران باطل کے لئے آیا ہے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ	58
تو اس نے سب سے پیروی کے لئے کہا تاکہ وہ رجوع کریں لیکن سب نے انکار کر دیا سوائے ان کے ایک بڑے کے۔	

مباحث:۔

جُذَاذًا ۔۔مادہ۔۔ ج ذ ذ ۔۔۔ معنی۔۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔۔، ریزہ ریزہ کر دینا۔۔ الگ کرنا۔۔، ایسا کپڑا جو بدن کو چھپا سکے۔۔، جذَّذَالْقَوْم لوگوں سے اپنی پیروی کا کہنا مگر کسی کا بھی پیروی نہ کرنا۔(قاموس الوحید صفحہ نمبر ۲۴۳)

59 قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ

قوم کے لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔

60 قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ

لوگ کہنے لگے کہ ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے جوان کا ذکر کیا کرتا ہے جسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

61 قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ

قوم کے لوگوں نے کہا تو پھر اسے سب لوگوں کے سامنے لاؤ تا کہ وہ گواہی دیں۔

62 قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ

بولے اے ابراہیم۔! کیا تم نے ہمارے حکمرانوں اور پیشواؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔

63 قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ

	کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے سوال سے ہی پوچھ لو اگر کہ وہ بول سکتے ہیں۔	

مباحث:۔

اس سے پہلے کہ اس آیت کا مطالع کیا جائے پہلے ان تفاسیر میں نقل کی گئی یہودی کہانی بھی دیکھ لی جائے جو اس آیت سے منسوب ہے۔

کہانی میں کہا جاتا ہے کہ ابراہیم گلی کوچوں میں کہتے رہتے تھے کہ تم لوگ جو بتوں کی پوجا کرتے ہو یہ شرک ہے جس پر قوم کے لوگ سیخ پا ہوتے تھے۔ اس پر ابراہیم نے ایک تدبیر سوچی،۔اور ایک دن جب سب لوگ میلے ٹھیلے پر گئے ہوئے تھے مندر میں گھس کر ایک بڑے بت کے علاوہ تمام بتون کو توڑ ڈالا۔اور جب لوگ واپس آئے تو پوچھنے پر کہ کیا یہ کام تم نے کیا ہے تو صاف مکر گئے اور بولے کہ اس بڑے بت نے یہ کیا ہے۔

دیکھئے اس مقام پر بالکل صاف صاف الفاظ میں سیدنا ابراہیم کا قول نقل ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کے پیشواؤں کے ساتھ یہ حرکت انہوں نے کی ہے تو صاف الفاظ میں انہوں نے جواب دیا اور لوگوں کے خیال کی نفی کرتے ہوئے کہا" بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے"اور مزید کہا کہ اگر یہ ٹوٹے پھوٹے بت بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔

ظاہر ہے اگر ایسا ہی ہوا تھا جیسا کہ سامری کی کہانی میں بتایا جاتا ہے تو سیدنا ابراہیم پر صریح جھوٹ کا الزام عائد ہوتا ہے۔،جو کسی بھی رسول یا نبی سے امید نہیں کی جا سکتی۔ تفصیل کسی بھی سامری کی کہانی میں پڑھ لیں۔

دوسری بات کہ انہوں نے قوم کو لاجواب کرنے کے لئے ایسا جھوٹ بولا تو یہ بھی غلط ہے۔۔۔،کیونکہ ہر بت پرست کو معلوم ہے کہ مورتی اس نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائی ہے جو کسی طرح بھی نہ سن سکتی ہے اور نہ بول سکتی ہے۔آج بھی دنیا میں کروڑوں بت پرست ہیں۔۔ کسی سے یہ کہہ کر پوچھ لیجئے کہ کیا تمہارے بت بول سکتے ہیں۔۔ سوائے جاہل تقلید پسند بت پرست کے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بت بولتے ہیں۔ مٹی پتھر کی مورتی تقدس اور محبت کے جذبے سے بنائی جاتی ہے تا کہ اس قوم کے محسن کو یاد رکھا جائے۔یہی ہم لوگ اپنے محسنین کے مزار بنا کر کرتے ہیں۔نہ تو مورتی جواب دیتی ہے اور نہ ہی مزار سے کوئی آواز آتی ہے۔اس لئے سیدنا ابراہیم اس طرح کی بچوں والی دلیل نہیں دے سکتے تھے۔ انہوں نے باقائدہ کسی ایسے عاقل کے لئے یہ بات کہی ہے جو جواب دے سکتا تھا اور واقعی سیدنا ابراہیم کی تعلیمات کو قبول کر چکا تھا

دیکھئے یہ بت وہ زندہ حکمران اور پیشوا تھے جن کے احکامات پر لوگ چلتے تھے۔اور قوم کے لوگ جب سیدنا ابراہیم کی بات سننے کو تیار نہ ہوئے اور ان کی دعوت سے منہ پھیرا تو سیدنا ابراہیم نے یہی دعوت قوم کے سرداروں حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں کو دی۔دلائل اور حجتوں کے بعد بھی اکثریت نے پیروی کرنے سے انکار کر دیا سوائے ایک بڑے کے۔جو پیروی کرنے کے لئے راضی ہو گیا۔

سیدنا ابراہیم کی پیروی نہ کرنے والوں کو لاجواب کرنے میں اس بڑے دانش و عاقل کا بہت بڑا ہاتھ ہے اسی لئے حکمران طبقہ اور سرداران قوم و مذہبی پیشواؤں کی بولتی بند ہو گئی۔اور ان زندہ بتوں کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کا ذمہ دار بھی اسی بڑے عاقل کو ٹھیرایا جا رہا ہے۔آگے

64	فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ	
	پس پھر وہ اپنے لوگوں کی طرف گئے تو کہا یقیناً تم لوگ ہی ظالم ہو۔	
65	ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ	
	پھر وہ حق شناسی کے بعد باطل کی طرف پلٹ گئے۔اور کہا تو تو جانتا ہے کہ یہ سمجھداری کی بات نہیں کرتے۔	
مباحث:۔ نُكِسُوا ۔۔مادہ۔۔ن ک س ۔۔ معنی۔۔الٹنا۔پلٹنا۔سرنگوں ہونا۔کزور یا معذور ہونا۔نُكَسَ عَلَىٰ رَاسِهِ۔پلٹ جانا۔کسی بات کو جان لینے کے بعد اس سے لوٹ جانا۔۔ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ کا ترجمہ(قاموس الوحید صفحہ نمبر ۱۷۰۶ حاضر خدمت ہے)۔(پھر وہ حق شناسی کے بعد باطل کی طرف پلٹ گئے۔) يَنطِقُونَ۔۔مادہ۔۔ن ط ق ۔۔ سمجھداری کی بات کرنا۔۔اسی مادہ سے منطق بھی ہے۔فلسفہ۔		
66	قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ	
	کہا پھر کیا تم مملکت الہیہ کو چھوڑتے ہوئے ایسوں کی فرمانبرداری کرتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے۔	
67	أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ	

	بے زاری ہے تم سے اور ان سے جن کی تم مملکت الہیہ کو چھوڑ کر فرمان برداری کرتے ہو۔۔۔پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔؟	
68	قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ	
	انہوں نے کہا اس کو فنا کردو اور اگر تم کرنا چاہتے ہو تو اپنے حکمرانوں کی مدد کرو۔	

مباحث:۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ انہوں نے کہا اس کو فنا کر دو اور اگر تم کرنا چاہتے ہو تو اپنے حکمرانوں کی مدد کرو۔

اس آیت میں ایک بات تو یہ قابل غور ہے کہ اس آگ میں ابراہیم کو جلانے سے آلہہ کی مدد کیسے ہو سکتی تھی۔ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ اپنے آلہہ کی مدد کرو۔

اگر تو یہ الٰہ مٹی یا پتھر کے تھے تو وہ تو پہلے ہی چکنا چور ہو چکے تھے ابراہیم کو جلانے سے وہ کیسے ٹھیک ہو جاتے۔۔؟ اور ایک جیسے بت تو ہزاروں ہوتے ہیں۔۔ قوم کے لوگوں کو کہنا تو یہ چاہئے تھا "آؤ ہم بتوں کو پھر سے بنا لیں"۔۔ اس کے بجائے ان اصنام کی مدد کے لئے پکارا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے ایک حکمران جب ناکام ہونے لگتا ہے تو اس کے چیلے چپاٹے عوام سے اپنے نظریہ کے لوگوں کو بلاتے ہیں۔ آج کل پاکستان میں یہ منظر خوب دیکھنے کو ملتا ہے "چلو چلو فلاں کے ساتھ چلو" یا "چلو چلو فلاں جگہ پہنچو"

سامری کی کہانی سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ابراہیم کے باپ نہ صرف بت پرست تھے بلکہ بت تراش بھی تھے۔۔ اس لئے نئے بتوں کے لانے میں میں دیر بھی نہ لگتی۔

حَرِّقُوهُ ۔۔، مادہ۔۔ معنی۔۔ ح ر ق ۔۔ فنا کرنا۔، رگڑنا۔، رگڑنا۔، دانت پیسنا۔، دانتوں کو رگڑنا۔، دھوبی کا کپڑوں پر کوٹنے کا نشان لگانا۔، حَرَّقَ النَّارَ ۔ آگ جلانا، جھلسانا۔۔، کسی کو تکلیف پہنچانا۔ حَرَّقَ کے معنی صرف جلانے کے نہیں ہے البتہ حَرَّقَ النَّارَ جب حَرَّقَ آگ اَلنَّارُ کے ساتھ آئے تو جلانے کا مفہوم لغوی لیا جائے گا ورنہ حرق کے کتنے ہی معنی ہونگے۔ قاموس الوحید یا عربی کی منجد دیکھ لیجئے۔

اس آیت میں سیدنا ابراہیم کو فنا کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ نہ کہ آگ لگا کر جلانے کی۔ آگ کو قرآن میں دشمنی کی آگ کہا گیا ہے۔ مناسب ہے کہ اس جگہ ایک مرتبہ پھر سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ کا مطالعہ کر لیا جائے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اور سب کے سب وحی الٰہی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور قدرت کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ

69 قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور باعث سلامتی بن جا۔

مباحث:۔
آگ اگر ٹھنڈی بھی ہوجائے تو سلامتی کیسے بن سکتی ہے۔۔؟وہ تو راکھ ہی بن جائے گی اس کے علاوہ کچھ نہیں۔
دیکھئے اگر کوئی غصّے میں بھڑک رہا ہو تو اسکو ٹھنڈا کر کے دوستی کا ہاتھ بڑھایا جاتا ہے۔تب وہ شخص جو دشمنی کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے ٹھنڈے مزاج سے سوچنے کے لائق ہوتا ہے۔اور اگر اس کو بات سمجھ آجائے تو وہی شخص جو دشمنی کی آگ میں جل رہا تھا سلامتی کا باعث بن جاتا ہے۔

70 وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ

ان لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ چالبازی کرنا چاہی تھی مگر ہم نے انہیں ناکام کردیا۔

مباحث:۔
دیکھ لیجئے قوم نے ایک چالبازی کی تھی جس میں وہ ناکام ہوئے۔اگر تو یہ آگ تھی تو لوگوں نے جب یہ دیکھا ہو گا کہ آگ تو بجھ گئی اور ابراہیم بھی صحیح سالم آگ سے نکل آئے تو وہ تو اور شدت سے انہیں تکلیف پہنچانے کا سوچتے۔لیکن ہم سامری کی کہانی میں بھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھتے ہیں۔

71 وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ

اور ہم نے لوط کو نجات دی ایک ایسی مملکت کی طرف جہاں ہم نے تمام بستیوں کے لئے خوشحالی رکھی تھی۔

مباحث:۔

یہ حضرت لوط کا قصّہ ایک دم سے شروع ہو گیا،،،،اور واؤ کے ساتھ شروع ہوا ہے یعنی ابراہیم کے قصّے سے منسلک لوط کا قصہ ہے ۔غور کیجئے۔۔۔۔۔اور یاد رکھئے قوم کا ایک بڑا ابراہیم کے ساتھ ہو گیا تھا۔یہ یہی لوط تھے جنہوں نے سب کی بولتی بند کر دی تھی اور نطق سے عاری ہو گئے تھے۔

72	وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ
	اور ہم نے اس کو اسحاق عطا کیا اور مزید یعقوب بھی عطا فرمایا اور سب کو صالح قرار دیا۔
73	وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ
	اور ہم نے انہیں ایسا امام بنایا جو ہمارے احکامات سے راہبری کرتے تھے اور ہم نے انہیں خیر کے کاموں کے کرنے،نظام مملکت اور نظام معیشت قائم کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ ہمارے فرماں بردار تھے۔
74	وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ
	اور ہم نے لوط کو حکومت اور علم عطا کیا۔ اور انہیں اس بستی سے نجات دی جس کے باشندے قابل نفرت کام کیا کرتے تھے واقعی وہ قوم بڑی بری اور نافرمان تھی۔

مباحث:۔

الْخَبَائِثَ ۔۔مادہ۔۔خ ب ث اور معنی میں چھوٹی سے چھوٹی برائی سے لیکر بڑی سے بڑی قابل نفرت برائی شامل ہے۔

75	وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ

	اور ہم نے اسے اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا یقیناً وہ صالح لوگوں میں سے تھا۔	
76	وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ	
	اور نوح کہ جس نے پہلے پکارا اور ہم نے اس کی پکار کو قبول کیا اور انہیں اور اس کو اور اس کے اہل کو شدید غم و کرب سے نجات دی۔	
77	وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ	
	اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی مدد کی بے شک وہ بہت بُرے لوگ تھے۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔	
78	وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ	
	داؤد اور سلیمان جب دونوں معیشت کے بارے میں احکام جاری کر رہے تھے۔۔جب کہ قوم کے لوگوں نے شادابی اور خوشحالی حاصل کی۔۔۔اور ہم ان کے احکامات کا مشاہدہ کر رہے تھے۔	

مباحث:۔
آیئے اس آیت کی تحلیل کر لیتے ہیں تاکہ معنی سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

یہ جملہ اسمیہ ہے۔۔۔۔وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ مبتدا ہے إِذْ يَحْكُمَانِ خبر ہے۔۔فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ متعلقات خبر ہے۔۔۔آیئے اب اس کا سادہ ترجمہ کرتے ہیں۔۔

داؤد اور سلیمان۔۔۔۔إِذْ يَحْكُمَانِ جب احکام جاری کر رہے تھے۔۔۔فِي الْحَرْثِ معیشت کے بارے میں۔۔۔إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ جبکہ شادابی و خوشحالی حاصل کی غَنَمُ الْقَوْمِ قوم کے لوگوں نے۔

نَفَشَتْ ۔۔مادہ۔۔ن ف ش ۔۔۔نَفَشَ الْقَوْمَ شادابی و خوشحالی حاصل ہونا۔آپ کو قاموس الوحید میں اس کے سب سے پہلے معنی دیکھ کر حیرت تو ہوئی ہو گی۔معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے اصل مفہوم سے دور کرنے کے لئے جان بوجھ کر اُن معنی کو ترجیح نہیں دی گئی ہے جن سے قرآن انسان کے لئے مملکت کے اصول و آداب کی کتاب ثابت ہوتی۔

الْحَرْثِ ۔۔مادہ۔۔ح ر ث۔۔معنی کے لحاظ سے بہت مختلف معنی ملتے ہیں۔۔ حَرَثَ الْاَرْضَ زمین میں ہل چلانا۔۔حَرَثَ النَّارَ آگ کو دہکانے کے لئے کریدنا۔۔،حَرَثَ الشَّيَّ کسی بات کی کھوج کرید کرنا۔حَرَثَ الْقَوْسَ کمان میں تانت کی جگہ بنانا۔حَرَثَ الْمَالَ مال اکٹھا کرنا۔۔حَرَثُ الدُّنْيَا دنیا کی کمائی۔

79	فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ
	پس ہم نے سلیمان میں اس کی سمجھ بوجھ پائی۔اور ہم نے ہر ایک کو حکومت اور علم عطا ہوا پایا۔اور مرد میدان لوگوں کو اور شاہین صفت افراد کو داؤد کے تابع فرمان پایا تاکہ وہ جدوجہد کریں۔۔۔اور ہم ایسا ہی کرنے والے ہیں۔
80	وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ

	اور ہم نے اسے لباس کی صنعت کی تعلیم دی تاکہ تم کو جنگ سے بچا سکے ۔۔۔ تو کیا تم اس کا صحیح استعمال کرتے ہو۔	
81	وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ	
	اور سلیمان کے لئے ایسی جنگجو حکومت جو دشمن کو تہ تیغ کردے اس کے حکم سے ایسے ملک کی طرف جاتی تھی جسے ہم نے برکت عطا کی دی تھی۔۔اور ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں۔	

مباحث:۔

اس آیت میں الرِّيحَ عَاصِفَةً نہ تو مرکب اضافی ہے اور نہ ہی مرکب توصیفی۔اس لئے عَاصِفَةً مفعول الحال ہے یعنی الرِّيحَ کی کیفیت بیان کر رہی ہے۔دوسری بات الرِّيحَ کیا ہے۔؟

الرِّيحَ ۔۔مادہ۔۔ر ی ح یا ر و ح ۔۔۔معنی۔۔۔حکومت اور حاکمیت ۔ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ اور تمہارا رعب و دبدبہ جاتا رہے گا۔تمہاری حکومت چلی جائے گی۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ(اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ ایسا کرو گے تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری حکومت جاتی رہے اور صبر سے کام لو۔ کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

82	وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ	
	مزید سرکش افراد میں سے بھی ایسے بلوگ بھی تھے جو اس کے کئے علم کی گہرائی سے اہم نکتے نکالتے تھے اور کچھ دوسرے اس کے علاوہ بھی کام کرتے تھے۔اور ہم ان پر نگہبان تھے۔	

مباحث:۔

يَغُوصُونَ ۔۔مادہ۔ غ و ص۔۔ معنی۔۔اہم نکتے نکالنے والے۔۔، علم کی گہرائی میں جا کر مسئلے کا حل ڈھونڈنے والے۔۔،نادر چیز نکالنا۔۔، غوطہ خور(عبدالرشید نعمانی)

83 وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

اور جب ایوب نے اپنے نظام ربوبیت کو پکارا کہ مجھے پریشانیوں نے گھیر لیا ہے۔۔،اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

84 فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ

پس ہم نے اسے جواب دیا اور جو اسے تکلیف سے تھی اس کو دُور کر دیا، اور صرف اس کی اہلیت والوں ہی کو نہیں دیا بلکہ ان کے ساتھ ان جیسے اور بھی، اپنی رحمت کے طور پر، یعنی یاددہانی فرمانبرداروں کے لیے۔

مباحث:۔ سامری کی بیان کردہ اس کہانی میں بتایا گیا ہے کہ جب ایوب بیمار ہوئے تو ان کی اولاد ان سے چھن گئی اور جب وہ صحت یاب ہوئے تو نہ صرف وہ اولاد ملی بلکہ اس جیسی اتنی ہی اور مل گئی۔۔۔۔؟؟؟ بہت خوب۔۔۔!! اللہ میاں نے بندے بنانے کی فیکٹری میں سے تازہ تازہ بنا ہوا مال اسی عمر کا اور ویسی ہی ساخت کا مخزن سے نکال کر حوالے کر دیا۔ واہ واہ۔۔ یہ بات خاندان کی نہیں ہو رہی ہے بلکہ اہلیت کی ہو رہی ہے اور یہ کسی بیماری کی نہیں بلکہ قوم کے دشمنوں کی بات ہو رہی ہے۔۔۔وہی حالات جو سیدنا موسیٰ کے زمانے میں تھے جو نوح کے زمانے کے تھے اور جن حالات کا ابراہیم اور لوط نے سامنا کیا اور جیسے ہی حالات بدلے تو وہ لوگ جو ان سے دور چلے گئے تھے یا دور کر دیئے گئے تھے وہ واپس آ گئے۔۔نہ صرف ان کے پرانے ساتھی واپس آئے بکہ ان کے نظریے کے دوسرے لوگ بھی واپس آ گئے۔

85 وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ

	اور اسماعیل وادریس اور ذوالکفل کو بھی ایسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑا۔۔ تمام کے تمام استقامت والے بندے تھے۔	
86	وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ	
	اور سب کو اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا۔۔ یقیناً وہ سب اصلاحی عمل کرنے والے تھے۔	
87	وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ	
	اور مچھلی والے کو بھی ایسے ہی حالات سے واسطہ پڑا جب وہ غصے کی حالت میں چل دیا۔ اور خیال کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکیں گے۔ لیکن آخر کار ظلم و ستم کے اندھیرے سے پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی حاکم نہیں۔ تمام جدوجہد تیرے لئے ہے بے شک میں قصوروار تھا	
88	فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ	
	تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور امن قائم کرنے والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔	
89	وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ	
	اور زکریا جب انہوں نے اپنے نظام ربوبیت کو پکارا کہ اے میری ربوبیت کے ذمہ دار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو وراثت کا سب سے بہترین دینے والا ہے۔	

	مباحث:۔ الْوَارِثِين۔۔۔مادہ۔۔و ر ث ۔۔۔معنی۔۔ کسی کے مال کی وراثت یعنی تقسیم۔ لفظ وارث فاعل کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔۔اس کے عموماً معنی مفعول کے کئے جاتے ہیں یعنی وراثت کا لینے والا۔جبکہ اسم الفاعل میں وراثت کا دینے والا یا وراثت کی تقسیم کرنے والا ہونا چاہیئے۔جب یہ کہا جائے وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِين کہ اے میری ربوبیت کے ذمہ دار تو ہی بہترین وارث ہے۔۔تو یقیناً کہنے والا غلط بات کر رہا ہے۔رب کسی صورت بھی لینے والا نہیں ہو سکتا۔وہ یا تو دینے والا ہو سکتا ہے یا وہ بہترین تقسیم کار ہے۔	
	فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِين	90
	تو ہم نے ان کو جواب دیا۔اور ان کو ی عطا کیا اور ان کی جماعت کی اصلاح کی۔۔یقیناً وہ لوگ نیک کاموں میں سرعت دکھاتے تھے اور ہماری دعوت رغبت اور یکسوئی سے دیتے ہیں اور ہمارے لئے تعظیم کرنے والے ہیں۔	

خَشْيَة۔۔مادہ خ ش ی۔۔ معنی۔۔ کسی کی تعظیم رکھنا۔ کسی کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے کھٹکا محسوس کرنا۔ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۔۔(حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں

ہے)عموماً تمام تراجم میں خَشْيَة کے معنی ڈرنا، خوف ہونا، لرزہ تاری ہونا کیا جاتا ہے۔ یہ بات مشاہدے کے بالکل برخلاف ہے۔۔ کسی بھی معاملے میں اگر کسی کو بھرپور علم ہوتا ہے تو وہ کسی بھی امتحان سے خوف زدہ نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے خدا کو اتنا خوفناک بنا کر پیش کیا ہے کہ اللہ غَفُورٌ الرَّحِيمُ کے بجائے ایک خوفناک تشدد پسند مار پیٹ سے بھرپور فلمی جلاد نظر آتا ہے۔ یہ وہی قوم ہے جسے قرآن دے کر پہلی ہی آیت میں کہا گیا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ لیکن یہی قوم کے مذہبی رہنما اس کی رحمانیت کو بھول کر اس سے متعلق تمام جبر و جبروت اور ڈر و خوف کو منسوب کرتے ہیں۔ یاد رکھئے ہمارا الٰہ انتہائی درد شناس رحم دل اور مہربان ہے۔

91	وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ
	اور وہ جماعت جس نے اپنی کمزوریوں کو قابو میں رکھا پس ہم نے اس کو اپنی حکومت کرنے کی تعلیم دی اور اسے اور اس کی بنیاد رکھنے والے کو بستیوں کے لئے نمونہ بنایا۔
92	إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ
	یقیناً یہ تمہاری امت ہے جو یکتا امت ہے اور میں تمہارا نظام ربوبیت کا ذمہ دار ہوں تو میری ہی فرمانبرداری کرو۔
93	وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ

	اور وہ لوگ اپنے معاملات میں باہم متفرق ہوگئے۔۔۔۔۔۔، سب ہماری کتاب کی طرف ہی رجوع کرنے والے ہیں۔	
94	فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ	
	پھر جو بھی اصلاحی عمل کرے اور وہ امن بھی قائم کرے تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی۔ ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔	
95	وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ	
	اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا اس پر کوئی قدغن نہیں ہے کہ وہاں کے لوگ پلٹ کر نہیں آئیں گے۔	
مباحث:۔ دیکھئے اس آیت میں یہ مفہوم نہیں ہے کہ جس بستی کو ایک دفعہ ہلاک کردیا تو وہ بستی واپس کتاب کی طرف نہیں آسکتی بلکہ کہا یہ جارہا ہے کہ کتاب کی طرف اس بستی کی واپسی پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو قومیں ہلاکت میں پڑ گئیں تھیں وہ حقیقت میں جسمانی لحاظ سے مری نہیں تھیں بلکہ معاشی اور معاشرتی لحاظ سے برباد ہوگئیں تھیں۔		
96	حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ	
	یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔	

مباحث:۔

اس آیت میں یاجوج اور ماجوج کا ذکر ہے۔۔۔۔اس پر قدیم اور جدید علماء نے اپنے وقت کے لحاظ سے خوب خوؒبحث کی ہے لیکن بعد کو پتہ چلا کہ وقت کے ساتھ ساتھ تمام تفاسیر غلط ثابت ہوئیں۔دیکھئے کسی بھی مشکل مقام کو وقت اور مقام میں جب بھی مقید کریں گے تو کسی نہ کسی وقت وہ لاحاصل اور بے معنی تفسیر ہوجائے گی۔اسی لئے بارہا عرض کیا ہے کہ قرآن اگر ابدی کلام ہے تو اسے ہر زمانے اور ہر جگہ صحیح ثابت ہونا چاہئے۔دنیاوی علوم کے ذریعے قرآن کی حقانیت ثابت نہیں کی جاسکتی۔کیونکہ ہر کتاب کسی مقصد کے تحت لکھی جاتی ہے اگر اس کتاب کے مضامین کو اس مقصد سے ہٹاکر کسی اور مقُصد کے تحت سمجھنا چاہیں گے تو الجھن کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔اس لئے یاجوج اور ماجوج کا تصور اگر رسالتماب کے زمانے میں کسی اقوام کا تھا یا بعد کے زمانے میں بدل گیا تو آج ہم کو بھی احتیاط برتنی ہوگی اور مادہ کے لحاظ سے اس کو سمجھنا ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ ہر ادب کے شاگرد کو معلوم ہے کہ زبان کی خوبصورتی کے لئے تشبیہ اور استعارے استعمال ہوتے ہیں۔اچھی زبان کی تشبیہات اور استعارے کا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔سب سے پہلے تو تشبیہ اور استعارے کو سمجھ لینا چاہئے۔

استعارے کا مطلب ہے مستعار لینا۔یعنی کسی زبان میں اگر وہ لفظ نہیں ہے تو دوسری زبان یا اپنی ہی زبان سے کسی لفظ کو مستعار لینا۔یہ ہمارا مینڈیلا ہے۔

یہاں مینڈیلا استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ الماء قرآن میں استعارے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

تشبیہ کا مطلب ہے کہ اگر اپنی ہی زبان سے کوئی ایسا لفظ لے لیا جائے جس میں اس کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جائے ہو تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔مثلاً کسی ایسے شخص کے لئے جو انتہائی بے وقوف ہو کہا جائے گا۔یہ گدھا کہاں جارہا ہے۔یعنی ایک انسان کو گدھے سے تشبیہ دی گئی۔

مثال۔۔ایک اسم کی صفات کسی دوسرے اسم میں پائی جائیں تو اسے مثال کہتے ہیں۔جیسے ماں اپنے بیٹے کے لئے کہے کہ میرا بیٹا شیر ہے۔

امید ہے تشبیہ و استعارہ اور مثل کا باریک فرق کا اندازہ ہوگیو ہوگا۔

اس آیت میں يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ نہ تو استعارہ ہے اور نہ ہی تشبیہ ہے اور نہ ہی مثل ہے۔کیونکہ کسی دوسری زبان میں یہ الفاظ میرے علم کے مطابق نہیں موجود ہیں۔یہ تشبیہ بھی نہیں ہے کیونکہ تشبیہ کے لئے اپنی زبان میں اس کی جنس کا موجود ہونا ضروری ہے۔اور ہم دیکھتے ہیں کہ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ کا عربی ادب میں ذکر نہیں ہے ورنہ عربی زبان کے ماہر ضرور بیان کردیتے۔اور یہ بحث ہی نہ ہوتی کہ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ

97	وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ	
	اور جب بر حق وعدہ قریب آجائے گا تو ایک دم کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی اور کہیں گے ہائے افسوس! ہم اس گھڑی سے غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے۔	
98	إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ	
	بے شک تم اور تمہارے وہ آقا جن کی تم مملکت الہیہ کو چھوڑ کر فرمانبرداری کرتے ہو قید خانے کے کنکر پتھر ہیں۔۔اس میں تم سب کو داخل ہونا ہے۔	
	مباحث:۔ حَصَبُ ۔۔مادہ۔۔ ح ص ب ۔۔ معنی۔۔کنکر پتھر۔۔ایندھن۔۔ اس آیت میں حصب یعنی کنکر پتھر کی سختی اور تکلیف دہ کیفیت سے انہیں قید خانے میں دوچار ہونا پڑے گا۔	
99	لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ	
	اگر یہ حاکم ہوتے تو اس تک نہ پہنچتے اور سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں	
100	لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ	
	وہاں ان کی چیخ وپکار ہوگی اور اس میں کچھ نہ سن سکیں گے،	

101	إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ	
	بیشک جن لوگوں کے لئے پہلے سے ہی ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس قید خانے سے دور رکھے جائیں گے۔	

مباحث:۔
اس فیصلے میں نہ تو ناانصافی سے کام لیا جائے گا اور نہ ہی کسی طرف داری کا عمل دخل ہو گا۔ بلکہ بے گناہ افراد کا فیصلہ پہلے ہی کر دیا جائے گا۔

102	لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ	
	وہ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور اپنے لوگوں کی من پسند نعمتوں کے معاملے میں ہمیشہ رہیں گے۔	
103	لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ	
	ان کو بڑی گھبراہٹ بھی غمزدہ نہیں کر سکے گی اور نافذین احکامات ان سے ملاقات کرتے ہوئے کہیں گے "یہ ہے تمہارا وہ دور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"	
104	يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ	
	جس دن ہم بلند مقامات پر قابض لوگوں کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے کہ کتاب کے اندراج کا لپیٹا جانا۔۔۔، جس طرح ہم نے پہلے تخلیق کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے یقیناً ہم اسے کر کے رہیں گے۔	

105	وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ	
	ہم زبور میں پند و نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ ملک کے وارث تو میرے صالح بندے ہی ہوں گے۔	
106	إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ	
	یقیناً اس میں فرمانبردار قوم کے لئے ایک پیغام ہے	
107	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ	
	اور ہمارا تم کو بھیجنا تمام لوگوں کے لئے باعث رحمت ہے۔	
108	قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ	
	آپ کہہ دیجئے! کہ میری طرف جو کچھ وحی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا حاکم بس ایک ہی حاکم ہے۔ تو کیا تم لوگ سلامتی دینے والے ہو؟	
109	فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ	
	اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ "میں نے برابری کی بنیاد پر تم کو خبردار کر دیا ہے اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے قریب ہے یا دُور۔	
110	إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ	

	بے شک وہ بلند آواز سے کہی گئی بات کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جسے تم چھپاتے ہو۔	
111	وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ	
	اور مجھے نہیں معلوم۔۔۔ہو سکتا ہے یہ تمہاری آزمائش اور ایک مقررہ وقت تک کا فائدہ پہنچانا ہے۔	
112	قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ	
	کہا اے میرے نظام ربوبیت۔۔! حق کا حکم دے۔۔۔اور نظام ربوبیت کا ذمہ دار انتہائی رحمت والا اور مدد کرنے والا ہے ان باتوں کے خلاف جو تم مصنوئی گھڑتے ہو۔	

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ "اور ہمارا تم کو بھیجنا تمام لوگوں کے لئے باعث رحمت ہے۔"آیت نمبر ۱۰۷،رسالتمآب کا بھیجا جانا باعث رحمت اور بوجہ رحمت تھا۔اس سورہ کی آخری آیت میں رب کی وضاحت کر دی گئی کہ وہ انتہائی رحمت والا ہے۔وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ کا ترجمہ اسی لئے "نظام ربوبیت کا ذمہ دار انتہائی رحمت والا" کیا جاتا ہے۔